باب#١٠٥

قریش کو جیتے جی رُسوائی کی وعید

مکّے سے نکلتے ہوئے قرآن کا آخری خطاب!

٩٥: سُوۡرَۃُ الۡحَجّ [٢٢ — ١٧: اقترب للناس]

١٦٢ آخری لمحات

١٦٣ ٩٥: سُوۡرَۃُ الۡحَجّ [٢٢ — ١٧: اقترب للناس]

١٦٣ قرآن کا اندازِ بیان تبدیل ہو رہا ہے!

١٦٤ سردارانِ مکہ کے واضح جرم کے پسِ منظر میں مکہ کے عام شہریوں کا جرم

١٦٥ قریش سے افہام و تفہیم کی آخری کوشش

١٦٦ سردارانِ قریش کے لیے دنیا میں رُسوائی مقدر ہے

باب#۱۰۵

قریش کو جیتے جی رُسوائی کی وعید

مکّے سے نکلتے ہوئے قرآن کا آخری خطاب! سُوۡرَةُ الۡحَجّ، رکوع اوّل

آخری لمحات

مکی دَور کے آخری لمحات گنے جا[count down] رہے ہیں۔ اللہ تعالی کی توفیق و عنایت سے نزولِ قرآن کے ساتھ سیرت رسول اللہ ﷺ کی زندگی کے مختلف ادوار کا مطالعہ کرتے ہوئے، ہم مکی زندگی کے آخری چند ایّام تک پہنچ گئے ہیں۔ اہلِ مکہ محمد ﷺ کے لائے ہوئے دین کا انکار کر کے اپنی بد بختی پر مُہر ثبت کر چکے ہیں، اُن سے میز بانئ نبیؐ کی سعادت چھین کر یثرب کو عطا ہونے میں چند روز کا وقفہ رہ گیا ہے، بس! آنے والی کل فیصلہ کن ہے۔ جوں ہی اکابرینِ قریش اپنے نبیؐ کے قتل کا فیصلہ کریں گے اور بلاتاخیر اُس پر عمل درآمد کے لیے رات کو دروازے پر جمع ہوں گے اُسی لمحے تیرہ برس سے جاری معرکہ حق و باطل میں قافلہ اہلِ حق کی کمان آنے والے چند ایّام کے لیے سلسلہ اسباب کے حجاب کو کاٹ کر، اللہ خود اپنے ہاتھ میں تھامنے والا ہے۔

جس طرح آگ، ابراہیم علیہ السلام کو جلانے سے انکار کر دیتی ہے، بعینہٖ کفار کے ماتھوں پر نصب جیتی جاگتی آنکھیں دیکھنے سے انکار کر دیں گی اور اللہ کا رسولؐ اُن کے درمیان میں سے اُن کے سروں پر مٹی ڈالتا ہوا نکل جائے گا اور وہ ہرگز نہ دیکھ سکیں گے اور پھر اپنے علاقے میں جس کے چپے چپے کے جغرافیے سے نسل در نسل صدیوں سے واقف تھے اُس میں وہ تین اُونٹوں پر سوار چار آدمیوں کے قافلے کو ایک ہفتے تک نہ تلاش کر پائیں گے۔ ایک قلیل عرصے کے لیے مدینہ، مکّے کے مقابل آجائے گا، مکہ کو جھکنا ہی پڑے گا، رسول کی اطاعت سے انکار کے جرم میں اہلِ مکہ کو برادرانِ یوسف کی مانند اللہ کے نبیؐ کے سامنے سرنگوں ہو کر کھڑا ہونا ہی پڑے گا۔ جس تکبر و غرور نے منکرین کو فضیلتِ محمد بن عبد اللہ ﷺ کو تسلیم کرنے سے انکار پر آمادہ کیا تھا، وہ خاک میں مل جائے گا۔

اس سے قبل کہ اوپر مذکورہ آخری مرحلے کے آغاز کے اعلان کے لیے تاریخ کے نقّارے پر ضرب لگانے

چوب دار آئیں ، اللہ اپنے نبی کے پاس روح الامین ؑ کو کتاب کے جُز، سُوۡرَةُ الۡحَجّ کی ابتدائی آیات کے ساتھ بھیجتا ہے۔ سورہ، جو مکے میں نازل ہونا شروع ہو رہی ہے، مدینے میں جا کر مکمل ہو گی۔

۹۵: سُوۡرَةُ الۡحَجّ [۲۲ — ۱۷: اقترب للناس]

[نزولی اعتبار سے ۹۵ ویں، مصحف میں ۲۲ ویں نمبر پر، ۱۷ ویں پارے اقترب للناس میں درج سُوۡرَةُ الۡحَجّ]

تاریخ اسلام میں مدینے کے باب کا آغاز کرنے والے، وحی الٰہی کے کلمات مکّے ہی سے شروع ہو رہے ہیں۔ بات کا یہاں بس ذرا سا آغاز ہے، آخرت کے عذاب کی دھمکی ہے اور آخری بار 'باز آجاؤ!' کی ڈانٹ کے ساتھ مستقبل قریب میں قریش کو جیتے جی رُسوائی کی وعید ہے۔ مکّے میں آغاز کلام اور موضوع کی یکسانیت کی بنا پر بیشتر تفاسیر اور بیش تر مصاحف میں اس سورۃ کو آپ 'مکّیہ' ہی لکھا ہوا پائیں گے۔ صاحب تفہیم القرآن نے اسی کو اختیار کیا ہے، تاہم صاحبِ کشافؒ اور سیّد قطبؒ کے پاس اور فراہی مکتبے میں اسے آپ مدنی سورۃ دیکھیں گے۔ راقم کو اس کا مکّیہ لکھا جانا ہی موزوں معلوم ہوتا ہے، ویسے اپنی جگہ وزنی دلائل کے ساتھ دونوں ہی صورتیں موزوں ہیں۔ اگلی گفتگو میں جو مدینے میں جا کر مکمل ہو گی اہلِ ایمان کو تلوار اُٹھانے کا حکم، اجازت کی شکل میں مل جائے گا۔

قرآن کا اندازِ بیان تبدیل ہو رہا ہے!

یہ سورۃ مکہ میں نازل ہونا شروع ہوئی ہے اس کا اندازِ بیان سابقہ سورتوں سے اگرچہ کچھ مختلف ہے مگر مکے اور مدینے کے حالات اور مخاطبین کی نوعیت میں زمین و آسمان کے فرق واقع ہو جانے سے اور مدینے میں پہنچ کر مخالفین سے نبٹنے کی اسٹریٹجی میں جو تبدیلی آنی ہے، وہ مدینے میں نازل ہونے والے قرآن مجید کے اندازِ بیان میں بالکل عیاں ہو گی۔

پہلے رکوع میں آنے والی ابتدائی آیات جو اپنے اندازِ خطاب سے مکی معلوم ہوتی ہیں اُنھیں ہم یہاں لائیں گے باقی پوری سورۃ پر گفتگو مدینے پہنچ کر وہاں نازل ہونے والی پہلی قرآنی وحی کے طور پر ہو گی، اِن شا اللہ العزیز۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ لوگو، اپنے رب کے غضب سے بچنے کی فکر کرو، حقیقت یہ ہے کہ قیامت کا

بھونچال بڑی ہولناک چیز ہے[129]۔ تم دیکھو گے کہ اُس روز وحشت کا عالم یہ ہوگا کہ ہر دُودھ پلانے والی ماں اپنے دُودھ پیتے جگر گوشے کو بھول جائے گی، شدتِ ہول اور سخت گھبراہٹ سے حمل والیوں کے حمل گر جائیں گے، اور لوگ تم کو مدہوش، مدہوش سے نظر آئیں گے، حالاں کہ وہ نشے میں نہ ہوں گے، بلکہ اُس دن یہ سب کچھ اللہ کے شدید غصہ وغضب کا ماحول پر اثر ہوگا۔ .... مفہوم آیات ۱تا۲

سردارانِ مکہ کے واضح جرم کے پسِ منظر میں عوام کا جرم

اس خِطاب آخر کی اگلی آیہ مبارکہ سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ عام لوگوں کی اصل خطا اپنے لیڈروں کی ایسی بے قید اتباع ہوتی ہے جیسی کہ اللہ کی ہونی چاہیے۔ یہ مذہبی، سیاسی اور سماجی لیڈر تھے جن کی پیروی، مکّے میں وہاں کے باسیوں کو لے ڈوبی تھی۔ یہ شیطان ہر دور میں رہے ہیں، بلکہ جس طرح شعبہ طب میں ایک ایک عضو اور نظاموں کے ماہرین نے دورِ جدید میں جگہ پائی ہے اُسی طرح، اِن گم راہ کرنے والے لیڈر شیطانوں میں بھی بڑا تنوع پیدا ہوا ہے فن کار، موسیقار، فلمی اداکار، بلے باز میڈیا کے اینکرز، تکاثر میں مبتلا کرنے والے اسلامائز بینکرز، رائے عامہ کو بنانے والے ماہرین، لابسٹ وغیرہ، وغیرہ؛ انسانوں کو گم راہ کرنے والے سینکڑوں طرح کے شیطان ہیں جن کو دیکھ کر چانکیا، میکیاولی، گوئبلز، اخنس بن شریق، نضر بن حارث اور عمرو بن ہشام بھی الحذر، الحذر پکار اُٹھیں!

بعض لوگ علم کے بغیر اللہ [کی صفات واختیارات] کے بارے میں باتیں بناتے ہیں اور ہر شیطانِ سرکش [دنیا پرست صاحبانِ اقتدار اور مذہبی اجارہ دار] کی اتباع کرنے لگتے ہیں، حالاں کہ اُس کا توطے شدہ کام [job description] ہی یہ ہے کہ جو اس کو دوست بنائے، اُسے وہ گم راہ کر کے عذابِ جہنّم کا راستہ دکھائے۔ لوگو، اگر تمھیں مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کیے جانے میں کچھ شبہ ہے تو [ذرا اپنی تخلیق کا تسلسل] دیکھو کہ ہم نے تم کو مٹی سے بنایا، پھر نطفے سے پیدایش کا آغاز کرتے ہیں، اور پھر خون کے لوتھڑے سے ہوتے ہوئے گوشت کی بوٹی سے جو خدوخال بھی رکھتی ہے اور بے شکل[130] بھی ہوتی ہے؛ سنو، تاکہ تم پر حقیقتِ

---

۱۳۰ یہاں آخرت کے موضوع پر تدبر کی جو بات ہے، وہ یہ ہے کہ شہر سے نکلتے نکلتے، نبی ﷺ پر اپنی، جو آیات اللہ تبارک وتعالیٰ نازل فرما رہے ہیں، وہ سوائے آخرت کی یاد دہانی کے کچھ اور نہیں ہے۔ آخرت کا بھلاوا ہی ہے جو اِن سردارانِ قریش کو بغاوت کے اس مقام تک لایا ہے۔

۱۳۱ اشارہ ہے حمل کے مکمل ہونے سے قبل ہی رحم سے بے شکل لوتھڑے کی شکل میں اسقاطِ حمل کا۔

تخلیق واضح ہو، ہم نطفے سے جنم لینے والی، [ہر لحظہ تبدیل ہونے والی] مخلوق کو جب تک اور جتنی مدتِ حمل تک چاہیں ماؤں کے پیٹوں میں ٹھہرائے رکھتے ہیں۔ .... مفہوم آیات ۳تا۴ [جاری]

قریش کو آخری افہام و تفہیم

مالک کی شانِ کریمی دیکھیے کہ باوجود اس کے کہ بظاہر افہام و تفہیم کے دروازے بند ہو رہے ہیں، اب اہلِ مکہ سے کیا کہنا سننا ہے؟؟ مگر مالک الملک اپنے بندوں کو سمجھانے کے لیے پھر پکارتا ہے۔ اگلی آیہ کریمہ میں اِنسان کے ایک حقیر قطرے سے رحم مادر میں جنم پانے سے استدلال ہے۔ یاد دلایا جارہا ہے کہ ایسی ناتوانی کی حالت میں ماں کے پیٹ سے نکلتے ہو کہ نہ اپنے سر کو گردن پر سنبھال سکتے ہو اور نہ ہی کوئی عقل رکھتے ہو اور پھر ہم لڑکپن اور جوانی سے گزارتے ہوئے بڑھاپے کی اُس ارذل عمر تک پہنچاتے ہیں جہاں نہ دولت، عزت اور اقتدار کوئی فائدہ پہنچاتی ہے نہ کام و دہن کی لذتیں باقی رہتی ہیں اور سمع و بصر کی شہوانیت بھی چھین لی جاتی ہیں۔ انسان کی یہ حقیقت ہے جس پر منکرینِ حق کو دعوتِ غور فکر ہے، سوال ہے، کون یہ سارے کام ایک منصوبے سے کر رہا ہے؟

پھر تم کو ایک نو مولود بچے کی حالت میں بطنِ مادر سے نکال لاتے ہیں، پھر تمھیں ایک عرصہ ملتا ہے کہ جس سے گزر کر تم اپنی پُوری جوانی کو پہنچو مگر تم میں سے کسی کو پہلے ہی موت سے ہم کنار کر دیا جاتا ہے اور کوئی ضعیفی اور ناتوانی والی [رذیل اور خسیس ترین] ایسی طویل عمر تک لے جایا جاتا ہے کہ جہاں تم سب کچھ جاننے کے بعد بھی ،کچھ نہیں جانتے۔ [ہر انسان کے مشاہدہ میں آنے والا ایسا ہی ایک اور مشاہدہ ہے] تمھیں نظر آرہا ہوتا ہے کہ زمین بالکل خشک ہے، چٹیل اور سبزہ نام کو نہیں، پھر جوں ہی ہم اُس پر بارش برسائیں وہ یکایک پھبک اُٹھے، پُھول جائے اور وہ ہر قسم کی خوش نما نباتات اُگل دے، ہر جانب سبزہ لہلہا جائے۔ .... [مفہوم آیات ۴ - ۵]

یہ سب کچھ اس وجہ سے ہے کہ اللہ، کا ارادہ، حکم اور ربوبیت ہی کائنات میں تمام مظاہر کی حقیقت ہے ذٰلِکَ بِاَنَّ اللّٰہَ ھُوَ الْحَقُّ، وہی مردوں کو زندہ کرتا ہے، اور ہر چیز پر اور ہر طرح کے تعاملات پر قادر ہے، سنو، قیامت آکے رہے گی، اس میں کسی شک کی گنجایش نہیں، اور اللہ ضرور اُن لوگوں کو زندہ اُٹھائے گا جو قبروں میں مدفون ہیں۔ [مفہوم آیات ٦ - ۷]

سردارانِ قریش کے لیے دنیا میں رُسوائی مقدر ہے

دنیا میں عذاب کی دھمکی تو چوتھے برس سے دی جا رہی تھی، لیکن اتمام حجت کے موقع پر اب جیتے جی ذلت و رُسوائی کی وعید سُنائی جارہی ہے۔ جو اگلے برس میدانِ بدر میں پوری ہونے کے لیے گھنگور گھٹا کی طرح تُلی کھڑی ہے۔ اس رُسوائی کا آغاز تو بس ایک روز بعد منصوبہ قتل میں ناکامی اور پھر تلاش میں ناکامی سے ہو رہا تھا۔

ہماری یہ قدرت اور کارگزاری دیکھنے کے باوجود ایسے لوگ ہیں کہ کسی علم، ہدایت اور روشن دلیل کے بغیر استکبار کے ساتھ اللہ کے بارے میں فضول حجت اور مباحثہ کرتے ہیں تاکہ لوگوں کو اللہ کی ہدایت سے برگشتہ کر دیں۔ اِن کے لیے دنیا میں رُسوائی مقدر ہے اور قیامت کے روز اِن کو ہم آگ کے عذاب کا مزا چکھائیں گے............ بھڑکتی آگ اب تیرا وہ انجام ہے جو تو نے اپنے ہاتھوں سے تیار کیا ہے، اللہ تو ہرگز اپنے بندوں پر ظلم کرنے والا نہیں۔ .... [مفہوم آیات ۸ - ۱۰]

☆☆☆☆☆